روایات مسند احمد کی روشنی میں تاریخ قرآن کا تحقیقی جائزہ

سعدیہ تحسین*

ڈاکٹر محمد فاروق حیدر**

Uloom al-Quran is a comprehensive term which covers all important topics relating to the History of the Quran like, The Revelation of the Quran in various phases, The ways it was revealed ,Seven Readings, Abrogation, collection, Preservations, and Arrangements of Suras and its Verses etc. Classical and modern Muslim Scholars have not only discussed all these topics cited above in their books on Uloom al-Quran but also have written separate books on each topic. Since Orientalists realized the supreme importance of the Quran in the sight of Muslims they began to raise questions with regard to its history. In response to it Muslim Scholars wrote voluminous literature on the History of The Quran in which the authenticity and veracity of the Quran in the light of the Traditions of the Holy Prophet (SAW) and The Athars of the Companions of The Prophet (SAW) has been discussed. In this research paper three important topics about History of The Quran like, Revelation of The Quran, collection and Arrangements of its Suras and its Verses, and Seven Readings have been under taken in the light of Narratives of Musnad Ahmad.

قرآن مجید کے الفاظ و معانی کی حفاظت کے لئے علمائے متقدمین و متاخرین نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور جو علوم وفنون وضع کئے ان میں سے ایک فن علوم القرآن ہے۔[1] علوم القرآن ایک جامع اصطلاح ہے۔اس فن میں شامل نہایت اہم مباحث وہ ہیں جن کا تعلق قرآن مجید کی تاریخ سے ہے۔ جیسے نزول قرآن کے مختلف مراحل، سبعہ احرف، رسم مصحف، ناسخ و منسوخ اور جمع و تدوین قرآن وغیرہ۔ متاخرین علماء نے ان مباحث کو تاریخ قرآن کے عنوان کے تحت بھی بیان کیا ہے۔ خاص طور پر جب مستشرقین کی طرف سے قرآن مجید پر اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوا تو جواباً اس عنوان سے کئی کتب منظر عام پر آئیں۔ مذکورہ بالا تمام مباحث کی بنیاد وہ روایات و آثار ہیں جو کتب احادیث میں منقول ہیں۔ یہاں مسند احمدؒ کی روایات کو بنیاد بناتے ہوئے تاریخ قرآن کے ضمن میں صرف نزول قرآن، جمع و ترتیب قرآن اور سبعہ احرف کو زیر بحث لایا جائے گا۔

* لیکچرار، گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نزول قرآن:

حدثنا ابو سعید مولیٰ بنی هاشم حدثنا عمران ابو العوام عن قتادة عن ابی الملیح عن واثلة بن الاسقع ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انزلت صحف ابراهیم علیه السلام فی اول لیلة من رمضان وانزلت التوراة لست مضین من رمضان الانجیل لثلاث عشرة ضلت من رمضان و انزل الفرقان لاربع و عشرین خلت من رمضان. ۳؎

واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوئے تھے، تورات رمضان کی چھ راتیں گزرنے کے بعد نازل ہوئی تھی، انجیل رمضان کی تیرہ راتیں گزرنے کے بعد نازل ہوئی تھی، اور فرقان رمضان کی چوبیس راتیں گزرنے کے بعد نازل ہوا تھا۔

حدیث مذکور کی حقیقت اور اس بارے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے حل کے لیے ضروری ہے کہ نزول قرآن کے مختلف مراحل سے متعلقہ درج ذیل آیات کا فہم حاصل کیا جائے۔

۱۔　بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ ۴؎

۲۔　شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ۵؎

۳۔　وقرآنا فرقنا ہ لتقرء ہ علی الناس علیٰ ملك و نزلناه تنزیلا ۶؎

یہ آیات ثلاثہ نزول قرآن کے تین مراحل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ پہلا مرحلہ قرآن مجید کا لوح محفوظ میں ہونا دوسرا مرحلہ لوح محفوظ سے بیت العزۃ میں یکبارگی نزول اور تیسرا بیت العزۃ سے نبی کریمؐ کے قلب مبارک میں تدریجی نزول ہے۔ قرآن مجید کا پہلا نزول لوح محفوظ میں ہے۔ لوح محفوظ کے بارے میں مفسرین نے کئی اقوال نقل کئے ہیں۔ امام نسفی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

((قرآن مجید))شریف، عالی الطبقة فی الکتب، و فی نظمه، و اعجازه، لیس کما یزعمون أنه مفتری، وانه أساطیر الاولین. ((فی لوح محفوظ)) من وصول الشیاطین ((محفوظ)) نافع صفة للقرآن. أی:من التغییرو التبدیل. واللوح عندالحسن:شئی یلوح للملائکة فیقرؤونه. وعن ابن عباس رضی الله عنهما هو من درة بیضاء، طوله مابین السماء والارض، وعرضه مابین المشرق و المغرب، قلمه نور، وکل شئی فیه مسطور. مقاتل:هو علی یمین العرش. وقیل:اعلاه معقود بالعرش، واسفله فی حجر ملك کریم. ۷؎

یعنی لوح محفوظ کوئی ایسا مقام ہے جو شیاطین کی پہنچ سے محفوظ ہے۔ لوح کوئی ایسی چیز ہے جو فرشتوں کے سامنے چمکتی ہے اور وہ اس کو پڑھتے ہیں یا پھر بقول ابن عباسؓ سفید موتی سے بنی ہے جو بہت لمبی چوڑی ہے اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جس کا قلم نور ہے وغیرہ۔

ابن جوزی نے لوح محفوظ کے بارے لکھا ہے کہ یہی وہ لوح محفوظ ہے جس سے قرآن اور باقی ساری کتب نقل کی گئیں۔ یہ اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ شیاطین کی پہنچ سے اور ہر قسم کی کمی زیادتی سے محفوظ ہے۔ ۸

بیضاوی نے ((لوح محفوظ)) کے بارے لکھا ہے کہ ساتویں آسمان سے اوپر کا کوئی مقام ہے جس میں یہ لوح ہے۔

هو الهواء يعنى مافوق السماء السابعة الذى فيه اللوح. ۹

مفسرین نے لوح محفوظ کے کئی مصداق بیان کئے ہیں لیکن انسانی ذہن کی اس کی اصل تک رسائی ممکن نہیں لہٰذا لوح محفوظ کی حقیقت و ماہیت کا حتمی علم صرف ذات الٰہی کو ہے۔

دوسرا مرحلہ لوح محفوظ سے قرآن مجید کا بیت العزۃ میں نزول ہے۔ دوسرے نزول کے لئے جن آیات سے استدلال کیا جاتا ہے ان میں انزال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ امام راغب نے لفظ انزال اور تنزیل کے فرق کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید اور فرشتوں کے نازل ہونے سے متعلق انزال اور تنزیل دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں ان دونوں میں معنوی فرق یہ ہے کہ تنزیل کے معنی ایک چیز کے یکے بعد دیگرے اور متفرق طور پر نازل کرنے کے ہوتے ہیں اور انزال کا لفظ عام ہے جو ایک ہی دفعہ مکمل طور پر کسی چیز کو نازل کرنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ ۱۰ علماء نے سورۃ قدر کی آیت ((**انا انزلناه فی ليلة القدر**)) سے استدلال کیا کہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر اکٹھا نازل ہوا ہے۔

روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں ایک ہی مرتبہ آسمان دنیا پر نازل ہوا پھر اس کے بعد ۲۰ یا ۲۳ یا ۲۵ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے آپؐ پر نازل ہوا ۱۱ امام ابو عبید نے اس بارے روایت نقل کی ہے۔

حدثنا يزيد عن داود بن ابى هند عن عكرمة عن ابن عباس قال: انزل القرآن جملة واحدة الىٰ السماء الدنيا فى ليلة القدر ثم نزل بعد ذلك فى عشرين سنة وقرء (وقرآنا فرقناه لتقراه علىٰ الناس علىٰ مكث و نزلناه تنزيلا) ۱۲

امام ابن حجر نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آسمان دنیا میں بیت العزت وہ مقام ہے جہاں پہلی مرتبہ قرآن مجید کو آسمان دنیا پر نازل کرنے کے بعد رکھا گیا۔ پھر وہاں سے جبرائیلؑ قرآن کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے رہے۔ ۱۳ بیت العزۃ میں قرآن کیوں نازل کیا گیا ابو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شامہ المقدسی نے اس کی حکمت میں حکیم ترمذی کا قول نقل کیا ہے۔

پورے قرآن کو ایک ہی دفعہ آسمان دنیا پر نازل کر دینے کی وجہ یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجنے کا تحفہ جو مسلمانوں کو عطا کیا گیا تھا۔ مسلمان اس تحفہ کو بآسانی حاصل کر سکیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں قوم کو ملا تھا جو سب کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ جس وقت رحمت کا دروازہ اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کے لیے کھولا تھا اس سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مقدس کتاب قرآن کا نزول کیا تھا۔ لیکن قرآن آسمانِ دنیا کے بیت العزہ میں رکھ دیا گیا تا کہ وہ دنیا کی حد میں داخل ہو جائے اور نبوت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں جگہ دی گئی۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام پہلے رسالت اور پھر وحی لے کر آنے کا ذریعہ بنے۔ گویا پروردگار عالم کا یہ اندازہ تھا کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جو اللہ کی طرف سے امت کا حصہ مقرر کی گئی ہے اپنی تحویل میں لے لیں اور پھر اسے امت تک پہنچائیں۔[۱۴] قرآن مجید کا آخری نزول جو تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں نبی کریمؐ کے قلب مبارک میں تدریجاً ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبك لتكون من المنذرین۔[۱۵]
>
> اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے تدریجاً اتارا ہوا ہے اسے جبریل نے تیرے دل پر اتارا ہے تا کہ آپ خبردار کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔
>
> وقرانا فرقنه لتقراه علی الناس علی مکث ونزلنه تنزیلاً۔[۱۶]
>
> اور قرآن کو متفرق طور سے اس لیے اتارا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

اس طرح قرآن کو لوح محفوظ سے دومرتبہ اتارنے سے یہ بھی مقصود ہے کہ یہ کتاب ہر شک وشبہ سے بالا تر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے علاوہ یہ دوجگہ اور بھی محفوظ ہے۔ ایک لوح محفوظ میں اور دوسرے بیت العزت میں واللہ اعلم۔[۱۷]

مسند احمد کی روایت جو واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کا جائزہ لیا جائے تو درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔[۱۸]

۱۔ یہ روایت آیات قرآنیہ سے مکمل مطابقت رکھتی ہے جس میں یہ فرمایا گیا کہ نزول قرآن کی ابتداء رمضان میں لیلۃ القدر میں ہوئی۔

۲۔ اس روایت سے بظاہر اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ چوبیسویں رات تو طاق نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ روایت میں رمضان کی چوبیس کے گزر جانے کا ذکر ہے اس لئے گمان غالب ہے کہ باقی رہ جانے والی طاق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

راتوں میں سے پچیسویں رات کو بیت العزۃ پر نزول قرآن ہوا ہو۔ابو شامہ نے ایک قول نقل کیا ہے جس سے اس بات کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

قال ابو عبدالله الحليمي :يريد ليلة خمس و عشرين.[۱۹]

۳۔　اگر لیلۃ القدر میں آپؐ پر نزول قرآن کا آغاز بھی ہوا تو ممکن ہے کہ اس سال میں لیلۃ القدر وہی رات ہو جس میں پورا قرآن آسمان دنیا پر نازل ہوا۔اور اسی رات میں سورۃ علق کی ابتدائی آیات بھی نازل ہوئیں۔

جمع قرآن:

جمع قرآن علوم القرآن کی اہم بحث ہے جس میں قرآن مجید کی حفاظت کے تینوں مراحل کو بیان کیا جاتا ہے۔اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔یہاں پہلے جمع قرآن سے متعلق مسند احمد کی روایات نقل کی جائیں گی بعدازاں مذکورہ موضوع پر بحث کی جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن کریم کا نزول ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہش ہوتی تھی کہ اسے جلدی جلدی ساتھ یاد کرتے جائیں۔اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ آپ اپنی زبان کو حرکت مت دیں کہ آپ جلدی کریں اسے جمع کرنا اور پڑھنا ہماری ذمہ داری ہے جب ہم پڑھ لیں تب آپ پڑھا کریں۔[۲۰]

حضرت ابن عباس سے آیت قرآنی **لا تحرك به لسانك لتعجل به** کی تفسیر میں منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت کچھ سختی محسوس کرتے تھے اور وحی کو محفوظ کرنے کے خیال سے اپنے ہونٹوں کو ہلاتے رہتے تھے، یہ کہہ کر حضرت ابن عباسؓ نے اپنے شاگرد سعید بن جبیرؒ سے فرمایا کہ میں تمہیں اس طرح ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلاتے تھے پھر ان کی نقل ان کے شاگرد سعیدؒ نے اپنے شاگرد کے سامنے کی۔ اس پر آیت نازل ہوئی کہ آپ اپنی زبان کو حرکت مت دیں کہ آپ جلدی کریں اسے جمع کرنا اور آپ کی زبانی اسے پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے جب ہم پڑھ رہے ہوں تو آپ خاموش رہ کر اسے توجہ سے سنئے، پھر اس کی وضاحت بھی ہمارے ذمہ ہے۔اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کے واپس چلے جانے کے بعد اس طرح پڑھ کر سنادیا کرتے تھے۔جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا ہوتا تھا۔[۲۱]

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے، جس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جبرئیلؑ کو قرآن کریم سناتے، اس کی صبح

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کو آپ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی مانگا جاتا، آپ وہ عطا فرما دیتے اور جس سال رمضان کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ کو دو مرتبہ قرآن کریم سنایا تھا۔۲۲

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عثمانی غنیؓ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے سورۃ انفال کو جو مثانی میں سے ہے، سورہ براءۃ کے ساتھ جو کہ مئین میں سے ہے، ملانے پر کس چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو مجبور کیا، اور آپ نے ان کے درمیان ایک سطر کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور ان دونوں کو سبع طوال میں شمار کر لیا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہو رہا تھا تو بعض اوقات کئی کئی سورتیں اکٹھی نازل ہو جاتی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کاتب وحی کو بلا کر اسے لکھواتے اور فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھو، بعض اوقات کئی آیتیں نازل ہوتیں، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے کہ ان آیات کو فلاں سورت میں رکھو، اور بعض اوقات ایک ہی آیت نازل ہوتی لیکن اس کی جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیا کرتے تھے۔ سورۃ انفال مدینہ منورہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی، جب کہ سورۃ براءۃ نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کا آخری حصہ ہے، اور دونوں کے واقعات و احکام ایک دوسرے سے حد درجہ مشابہت رکھتے تھے، ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہم پر یہ واضح نہ فرمایا کہ یہ اس کا حصہ ہے یا نہیں؟ میرا گمان یہ ہوا کہ سورۃ براءۃ اس میں سے ہے پھر میں نے ان دونوں کا ملا دیا اور میں نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور اسے سبع طوال میں شمار کیا۔۲۳

حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ ابتداً قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ جہاد کے انتظار میں بیٹھے ہیں وہ اور راہ خدا میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو بلا کر حکم دیا، وہ شانے کی ایک ہڈی لے آئے اور اس پر یہ آیت لکھ دی، اس پر حضرت ابن مکتومؓ نے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو اس آیت میں غیر اولی الضرر کا لفظ مزید نازل ہوا۔۲۴

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآن جمع کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا ملک شام کے لیے خوشخبری ہے میں نے پوچھا کہ شام کی کیا خصوصیات ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک شام پر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔۲۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ ان پر وحی نازل ہونے لگی، پھر وہ کیفیت دور ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید لکھو، میں نے شانے کی ہڈی پکڑی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو۔ **لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون الآیة کلها الی قوله أجرًا عظیما** چنانچہ میں نے اسے ہڈی پر لکھ دیا۔[۲۶]

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور باسعادت میں چار صحابہؓ نے پورا قرآن یاد کرلیا تھا، اور وہ چاروں انصار سے تعلق رکھتے تھے حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوزیدؓ۔[۲۷]

عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی چیز چھوڑی ہے جو دولوحوں کے درمیان ہے۔[۲۸]

حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے میرے پاس جنگ یمامہ کے شہداء کی خبر دے کر قاصد کو بھیجا، میں جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت عمر فاروقؓ بھی موجود تھے، حضرت صدیق اکبرؓ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عمرؓ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جنگ یمامہ میں بڑی سخت معرکہ آرائی ہوئی ہے اور مسلمانوں میں سے جو قراء تھے وہ بڑی تعداد میں شہید ہوگئے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح مختلف جگہوں میں قراء کرام یونہی شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کہیں ضائع نہ ہو جائے کہ اس کا کوئی حافظ ہی نہ رہے اس لیے میری رائے یہ ہے کہ میں آپ کو جمع قرآن کا مشورہ دوں، میں نے عمرؓ سے کہا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، میں وہ کام کیسے کرسکتا ہوں؟ لیکن انہوں نے مجھ سے کہا کہ بخدا یہ کام سراسر خیر ہی خیر ہے اور یہ مجھ سے مسلسل اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس مسئلے پر اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شرح صدر عطاء فرمادیا اور اس سلسلے میں میری بھی وہی رائے ہوگئی جو عمرؓ کی تھی۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ وہاں موجود تھے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کے ادب سے بولتے نہ تھے، حضرت صدیق اکبرؓ ہی نے فرمایا کہ آپ ایک سمجھدار نوجوان ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہیں۔ اس لیے جمع قرآن کا یہ کام آپ سرانجام دیں۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں۔ بخدا! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر جمع قرآن کے اس حکم سے زیادہ بھاری نہ ہوتا چنانچہ میں نے بھی اس سے یہی کہا جو کام نبیؐ نے نہیں کیا آپ وہ کیوں کررہے ہیں۔[۲۹]

حضرت عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حارث بن خزمہؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کے پاس سورۃ براۃ کی آخری دو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

آیتیں لے کر آئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اس پر آپ کے ساتھ کون گواہ ہے؟ انہوں نے فرمایا بخدا! مجھے تو اس کا تو پتہ نہیں، البتہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آیات کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے پھر فرمایا اگر یہ تین آیتیں ہوتیں تو میں انہیں علیحدہ سورت کے طور پر شمار کر لیتا، اب قرآن کی کسی سورت کو دیکھ کر اس میں یہ آیتیں رکھ دو، چنانچہ میں نے انہیں سورۃ براۃ کے آخر میں رکھ دیا۔۳۰

خمیر بن مالک کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکاری حکم جاری ہوا کہ مصاحف قرآنی کو بدل دیا جائے (حضرت عثمان غنیؓ کے جمع کردہ مصاحف کے علاوہ کسی اور ترتیب کو باقی نہ رکھا جائے) حضرت ابن مسعودؓ کو یہ پتہ چلا تو فرمایا تم میں سے جو شخص اپنا نسخہ چھپا سکتا ہو چھپا لے، کیونکہ جو شخص جو چیز چھپائے قیامت کے دن اس کے ساتھ یہی آئے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے ستر سورتیں پڑھی ہیں، کیا میں ان چیزوں کو چھوڑ دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حاصل کی ہیں۔۳۱

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ جب مصحف تیار کیا جا رہا تھا تو مجھے ان میں سورۃ احزاب کی ایک آیت نظر نہ آئی جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنتا تھا، میں نے اسے تلاش کیا تو وہ مجھے صرف حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی جن کی شہادت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا اور وہ آیت یہ تھی من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ...۳۲

جمع قرآن کو اس کے مفہوم کے اعتبار سے دو معنی میں بیان کیا گیا ہے:

۱۔　قرآن کو حفظ کرنا اور سینے میں جگہ دینا۔

۲۔　جمع کے دوسرے معنی قرآن کو لکھنے کے ہیں۔ قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کو بالترتیب مختلف صحیفوں میں لکھ کر ان کو کتابی صورت میں ایک جگہ جمع کر دینا۔۳۳

جمع قرآن کے کل تین مراحل ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور، اس کے بعد خلیفہ اوّل حضرت ابوبکرؓ اور اس کے بعد آخری حضرت عثمانؓ کا عہد ہے جس میں قرآن جمع کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن مجید کو نہ صرف سینوں میں بلکہ مختلف اشیاء پر کتابت کے ذریعے محفوظ کیا گیا۔

جمع قرآن بمعنی حفظ:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قرآن کو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں جمع کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نزل به الروح الامين علىٰ قلبك لتكون من المنذرين. ۳۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا قرآن نازل ہوتا وہ آپ کو بغیر کسی مشقت کے یاد ہو جاتا تھا جیسا کہ اللہ تعالی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نے فرمایا۔

لا تحرك به لسانك لتعجل به. ان علينا جمعه وقرانه . فاذا قرانه فاتبع قرانه. ۳۵

نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تا کہ جلدی اس کو سیکھ لے، وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبان تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے۔

جس وقت حضرت جبرائیل اللہ کی طرف سے قرآن لاتے ان کے پڑھنے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تا کہ جلد اسے یاد کر لیں اور سیکھ لیں۔ مبادہ جبرائیلؑ چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے۔ مگر اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوتی تھی۔ جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا۔ اور سمجھنے میں بھی ظاہر ہے دقت پیش آتی ہوگی۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی حاجت نہیں ھمہ تن متوجہ ہو کر سننا ہی چاہیے۔ یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہے گا پھر کیسے پڑھوں گا اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا اس کا تمہارے سینے میں حرف بحرف جمع کر دینا اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جبرائیلؑ جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں آپ تو خاموشی سے سنتے رہیئے آگے اس کا یاد کرانا اور اس کے علوم و معارف کا تمہارے اوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں تک پہنچانا ان سب باتوں کے ہم ذمہ دار ہیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھنا ترک کر دیا اور یہ بھی ایک معجزہ ہوا کہ ساری وحی سنتے رہے اس وقت زبان سے اک لفظ نہ دہرایا لیکن فرشتے کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ بدون ایک زبر زیر کی تبدیلی کے فرفر سنا دی اور سمجھا دی۔ ۳۶

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے اور جس سال نبی کا وصال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو دو مرتبہ قرآن کریم سنایا تھا۔ ۳۷

یعنی اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے حافظ کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال اس قرآن کو اور مضبوط کرنے کے لیے جتنا بھی حصہ نازل ہو چکا ہوتا جبرائیل علیہ السلام سنایا کرتے تھے۔ یوں آپ کے حافظہ میں قرآن مزید پختہ ہوتا گیا۔ اور اپنی وفات کے آخری سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ قرآن سنایا تھا۔

اسی مضمون میں ایک اور حدیث بھی ہے جسے مسند احمدؒ میں نقل کیا ہے اور وہاں چار صحابہ کا تذکرہ کیا گیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور باسعادت میں چار صحابہؓ نے پورا قرآن یاد کر لیا تھا۔ جن میں حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابو زیدؓ شامل تھے۔ ۳۸

علامہ قرطبی نے اس اور اس جیسی دوسری روایات سے متعلق قاضی ابن طیبؒ کا قول نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ ان روایات سے مراد ہر گز نہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف چار صحابہؓ کو قرآن مجید حفظ تھا اور نہ ہی ایسا تھا کہ انصار میں سے صرف چار کو قرآن یاد تھا۔

ابن طیب کا قول ہے کہ یہ آثار اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حفظ نہیں کیا گیا اور یہ کہ انصار میں ان چار افراد کے سوا کسی نے قرآن کو جمع یعنی حفظ نہیں کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ کے قول کے مطابق حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت تمیم الداریؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ بس حضرت انس بن مالک کا یہ قول کہ ان چار کے علاوہ کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا اس میں اس بات کا احتمال ہو سکتا ہے کہ یہی وہ چار صحابہ ہیں جنہوں نے براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا قرآن حفظ کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے صحابہ نے قرآن کے بعض حصے براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کیے اور بعض حصے دیگر اصحاب سے حفظ کیے۔ ۳۹ علاوہ ازیں مہاجرین صحابہؓ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن کو حفظ کیا تھا یا اس کے بعض حصے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یاد کیے تھے۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن سائبؓ شامل ہیں۔ ۴۰ قرآن مجید ایسی وحی ہے جو سینہ بسینہ جاری رہے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بل ھو اٰیات بینت فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد باٰیتنآ الا الظلمون. ۴۱

قرآن کی حفاظت کا قابل اعتماد ذریعہ جمع فی القلوب یا حفظ القلوب تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو تحفہ صحابہ کرامؓ کو ملا تھا اس کو حفظ کرنے کے شوق میں ان کے حافظوں میں اللہ کے کرم سے مزید نورانیت پیدا ہو گئی تھی۔ قرآن کو پڑھنا، سمجھنا اور حفظ کرنا ان کی زندگی کا اہم ترین مقصد بن چکا تھا۔

جمع قرآن بمعنی کتابت:

قرآن کو قلوب میں جمع کرنے کا سلسلہ جاری تھا لیکن اس کو کتابت کے ذریعہ محفوظ کرنا بھی ضروری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تھا چنانچہ اسکی کتابت کا آغاز عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہوا۔ علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں کہ قرآن تین مرتبہ جمع کیا سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی جمع ہوا۔ ۴۲

مدنی دور میں سب سے پہلے کتابت کی خدمات انجام دینے والے ابی بن کعب تھے اور مکی دور میں کتابت کی ذمہ داری سب سے پہلے قریش کے عبداللہ بن ابی سرح نے انجام دی۔ ۴۳ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دور میں زیادہ اعتماد حفظ پر ہی کیا جاتا اور لکھنے کا رواج عام نہیں تھا البتہ مسند احمد میں ایسی روایات ملتی ہیں جو قرآن کی کتابت پر واضح دلیل ہیں۔

علماء کرام نے کاتبان وحی کی مختلف تعداد بیان کی ہے البتہ مشہور کاتبین وحی میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابان بن سعید، ابی بن کعب، ارقم بن ابی ارقم، ثابت بن قیس، العلاء بن الحضرمی، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، زبیر بن العوام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نام قابل ذکر ہیں۔ ۴۴ ان کاتبان وحی میں سے جو بھی مل جاتا اس سے قرآن لکھوالیا جاتا لیکن دربار نبوی اور مکتب نبوت کے معروف کاتب زید بن ثابتؓ تھے۔ جب مطلق کاتب النبی کا ذکر کیا جائے تو اسے مراد زید بن ثابتؓ ہی ہوتے ہیں۔ ۴۵

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو جمع کرنے کے سلسلے میں اصول اپنائے رکھا کہ جب بھی کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کاتب وحی کو بلاتے اور لکھوا لیتے اور فرماتے اسے فلاں سورت میں فلاں جگہ پر رکھو۔ ۴۶

امام زرکشی البرہان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں۔

عہد رسالت میں قرآن کو ایک مصحف میں اس لیے نہ لکھا گیا تاکہ اس کو بار بار تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس لیے قرآن کی کتابت کو اس وقت تک ملتوی رکھا گیا جب تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے نزول قرآن کی تکمیل ہوگئی۔ ۴۷ علاوہ ازیں (روایت ۲۱۹۴۳) کے ضمن میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے ٹکڑوں اور دیگر اشیاء پر قرآن کو جمع کرنے کا کام کرتے تھے۔ عہد رسالت میں قرآن کو ایک ہی مصحف میں جمع نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید اکٹھا نازل نہیں ہوا بلکہ بتدریج نازل ہوا ہے۔ پورے قرآن کو نازل کرنے سے پہلے اسے جمع کرنا کیسے ممکن تھا۔ جبکہ بعض آیات منسوخ ہو جاتی تھیں ایسے میں قرآن کو جمع کرنا ممکن نہ تھا۔ ۴۸

جب وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کی تکمیل ہوگئی اور وحی کا سلسلہ بند ہوگیا اور صحبتِ رسول سے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

صحابہ کرام محروم ہو گئے تو اللہ نے حضرت عمرؓ کے دل میں الہام کیا کہ قرآن کے حفاظ تو ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے اس لیے قرآن کو مصحف واحد میں مرتب کرنا مصلحت ہے چنانچہ انہوں نے خلیفہ رسول ابو بکرؓ کو مشورہ دیا اور ابو بکر نے زید بن ثابتؓ کے ذریعے قرآن کریم کو مرتب کروا کر کتابی شکل دے کے محفوظ کر دیا۔۴۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو مصحف میں اس واسطے جمع نہیں فرمایا کہ آپ کو اس کے بعض احکام یا تلاوت کے نسخ کرنے والے حکم کے نزول کا انتظار باقی تھا۔ مگر جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے باعث قرآن کا نزول ختم ہو گیا تو اللہ نے اپنے اس سچے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے جو ان سے اس امت کی حفاظت کے متعلق فرمایا تھا خلفائے راشدین کے دل میں قرآن کو جمع کرنے کی بات ڈال دی۔ پھر اس عظیم الشان کام کا آغاز عمرؓ کے مشورہ کے مطابق ابو بکرؓ کے ہاتھوں سے ہوا۔ ۵۰ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کو جمع سب سے پہلے ابو بکر صدیقؓ نے ہی کیا تھا۔ کیونکہ یہاں پر مخصوص کتابت کی بات ہے جو خصوصاً لکھی گئی تھی۔ جبکہ قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی لکھا جا چکا تھا مگر وہ سب ایک ہی جگہ جمع اور ترتیب کے ساتھ ہرگز نہ تھا۔۵۱

علامہ علم الدین سخاویؒ متوفی ۶۴۳ھ نے حضرت علیؓ سے ایک قول نقل کیا ہے:

اعظم الناس اجراً فی المصاحف ابو بکر رحم الله ابا بکر هو اول من جمع بين اللوحين. ۵۲

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جامع قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے متفرق صحیفوں کو مجتمع کر کے مصحف واحد کی شکل دی تھی ورنہ جامع قرآن تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس لیے کہ پورا قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں محفوظ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پورے قرآن کو اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا اور آیات و سور کی ترتیب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بتائی ہوئی ہے۔ مگر مختلف چیزوں پر لکھی ہوئی آیات کو یکجا کرنا، ترتیب دینا اور کتابی شکل دے کر مستند سرکاری نسخہ تیار کرنا بھی بہت بڑا کام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ سے لیا اور اس میں عمرؓ کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔۵۳

مذکورہ بالا روایات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے عمرؓ کے مشورہ سے حضرت زیدؓ کو جمع قرآن کا کام سونپا۔ زید بن ثابتؓ اور عمرؓ دونوں خود ہی حفاظ قرآن تھے اور بہت سے حافظ قرآن موجود بھی تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ شرط لگائی کہ قرآن حافظہ اور کتابت دونوں کی شہادت کے بعد لکھا جائے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کاغذ کی کمی ہونے کی وجہ سے قرآن کی کتابت کھجور کے پتوں، سفید پتھروں، لکڑی کی تختیوں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور چمڑے پر لکھا گیا تھا۔لیکن عہد صدیقیؓ میں کاغذ مل جاتا تھا اس لیے زید بن ثابتؓ نے یہ مصحف کاغذ پر تیا کیا تھا۔۵۴

عہد عثمانی میں جمع قرآن ایک اہم مرحلہ تھا۔اس مرحلہ میں امت کو قرآن کا ایسا نسخہ ملا جس پر تمام امت ہر قسم کا اختلاف ختم کر کے ایک ہی نسخہ پر جمع ہوگئی۔

حضرت ابوبکرؓ اور عثمانؓ کے قرآن کو جمع کرنے میں یہ فرق ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا جمع کرانا اس خوف سے تھا کہ کہیں حفاظ قرآن کی موت کے ساتھ قرآن کا بھی کوئی حصہ جاتا رہے۔کیونکہ اس وقت تمام قرآن ایک جگہ جمع نہیں تھا۔اس لیے ابوبکر صدیقؓ نے قرآن کو صحیفوں میں اس ترتیب سے جمع کیا کہ ہر ایک سورت کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق درج کیں اور عثمانؓ کے قرآن کو جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہ قرات میں بہت زیادہ اختلاف پھیل گیا اور نوبت یہاں تک آگئی کہ لوگوں نے قرآن کو اپنی زبانوں میں پڑھنا شروع کیا۔عرب کی وسیع زبانیں ہونے کے سبب ایک زبان کے لوگ دوسری زبان والوں کو غلط قرار دینے لگ گئے۔اس متعلق سخت مشکلات پیش آنے کا خوف بڑھ گیا۔اس لیے عثمانؓ نے قرآن کو سورتوں کی ترتیب کے ساتھ ایک ہی مصحف پر جمع کر دیا۔۵۵

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں جمع قرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآن کو ملائم پتھروں، کھجور کی ٹہنیوں اور مختلف چیزوں کے ٹکڑوں سے جمع کیا گیا اور آیات اور سورتوں کی ترتیب دے دیا گیا۔اس مرحلہ میں جمع قرآن کا سبب حفاظ کی شہادت تھی جبکہ عہد عثمانی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تیار کردہ مصحف سے مختلف نقول تیار کی گئیں تا کہ انہیں اسلامی سلطنت کے مختلف حصوں میں بھیجا جا سکے اور اس عہد میں جمع قرآن کا بنیادی سبب قاری حضرات کا قرآن کی قرأت میں اختلاف کرنا تھا۔۵۶

حضرت عثمانؓ نے ۵ مصاحف تیار کروائے تھے۔لیکن ابن حجرؒ نے ابو حاتم سجستانی سے نقل کیا ہے کہ سات نسخے تیار کروائے تھے ایک مکہ مکرمہ میں بھیجا تھا۔دوسرا شام کو پھر یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ اور ساتواں مدینہ منورہ میں اپنے پاس رکھا۔۵۷

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ایک معلم ایک طرح پڑھتا اور دوسرا دوسری طرح پڑھتا جب ان کے شاگرد باہم ملتے تو مختلف طریقوں سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔یہاں تک کہ یہ معاملہ معلمین تک پہنچا اور وہ غلط قرآت کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔جب حضرت عثمانؓ ان اختلافات سے آگاہ ہوئے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔جب تم میرے پاس ہوتے ہوئے باہم اختلاف کرتے اور قرآن کریم کو غلط طریقہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے پڑھتے ہو تو جو لوگ مجھ سے دور دراز شہروں میں رہتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اکٹھے ہو کر لوگوں کے لیے قرآن کا نسخہ مرتب کر دو۔۵۸

مذکورہ روایت (۳۹۲۹) کی وضاحت میں علامہ زرقانی کا بیان ہے۔

صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے فیصلے کے مطابق اپنے اپنے مصاحف جلا دیئے اور وہ سب کے سب مصحف عثمانیہ پر جمع ہو گئے لیکن عبداللہ بن مسعودؓ نے ابتداء میں مصاحف عثمانیہ کی مخالفت کی اور اپنا مصحف جلانے سے انکار کر دیا لیکن بعد میں جب مصاحف عثمانیہ کے فوائد ظاہر ہوئے اور لوگوں کا اس پر متفق ہونا دیکھا تو انہوں نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور تمام مسلمانوں کے متفقہ فیصلے کو تسلیم کیا۔۵۹

ترتیبِ قرآن:

آج جو مصاحف امتِ مسلمہ کے پاس موجود ہیں یہ سب مصحف عثمانی کے مطابق ہیں جس مصحف پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے۔ یہاں پر مسند احمدؒ میں سے ترتیب قرآن اور ترتیب آیات سے متعلق روایات کو پیش کر کے اس فن پر بحث کی جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عثمان غنیؓ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے سورۃ انفال کو جو مثانی میں سے ہے، سورہ براءۃ کے ساتھ جو کہ مئین میں سے ہے، ملانے پر کس چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو مجبور کیا، اور آپ نے ان کے درمیان ایک سطر کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور ان دونوں کو سبع طوال میں شمار کر لیا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہو رہا تھا تو بعض اوقات کئی کئی سورتیں اکھٹی نازل ہو جاتی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کاتب وحی کو بلا کر اسے لکھواتے اور فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھو، بعض اوقات کئی آیتیں نازل ہوتیں، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے کہ ان آیات کو فلاں سورت میں رکھو، اور بعض اوقات ایک ہی آیت نازل ہوتی لیکن اس کی جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیا کرتے تھے۔ سورۃ انفال مدینہ منورہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی، جب کہ سورۃ براءۃ نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کا آخری حصہ ہے، اور دونوں کے واقعات و احکام ایک دوسرے سے حد درجہ مشابہت رکھتے تھے، ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہم پر یہ واضح نہ فرمایا کہ یہ اس کا حصہ ہے یا نہیں؟ میرا گمان یہ ہوا کہ سورۃ براءۃ اس میں سے ہے پھر میں نے ان دونوں کا ملا دیا اور میں نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور اسے سبع طوال میں شمار کیا۔۶۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یحییٰ بن ابی کثیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ نازل ہوا تھا؟ انہوں نے سورہ مدثر نام لیا میں نے عرض کیا سب سے پہلے سورۃ اقراء نازل نہیں ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابرؓ سے یہی سوال پوچھا تھا تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا اور میں نے بھی یہی سوال پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں تم سے وہ بات بیان کررہا ہوں جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی تھی۔ ۶۱

حضرت اوس بن حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ثقیف کے وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم بنی مالک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک قبہ میں ٹھہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب عشاء کے بعد ہمارے پاس آتے اور ہم سے گفتگو فرماتے رہتے اور زیادہ تر ہمیں قریش کے اپنے ساتھ رویہ کے متعلق سناتے اور فرماتے ہم اور وہ برابر نہ تھے کیونکہ ہم کمزور اور ظاہری طور پر دباؤ میں تھے جب ہم مدینہ آئے تو جنگ کا ڈول ہمارے اور ان کے درمیان رہا کبھی ہم ان سے ڈول نکالتے (اور فتح حاصل کر لیتے) اور کبھی وہ ہم سے ڈول نکالتے (اور فتح پاتے) ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ معمول سے ذرا تاخیر سے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ آج تاخیر سے تشریف لائے، فرمایا میرا تلاوت قرآن کا معمول کچھ رہ گیا تھا میں نے پورا ہونے سے قبل نکلنا پسند نہ کیا، حضرت اوسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے پوچھا کہ تم قرآن کی (تلاوت کے لئے) کیسے حصے کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا تین اور پانچ سورتیں اور سات سورتیں اور نو سورتیں اور گیارہ سورتیں اور تیرہ سورتیں اور آخری حزب مفصل کا یعنی سورۃ ق سے آخر تک۔ ۶۲

حضرت واثلہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے توراۃ کی جگہ سات (لمبی) سورتیں اور زبور کی جگہ مئون اور انجیل کی جگہ مثانی جبکہ مفصل زائد دی گئی۔ ۶۳

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر جھکائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے نیچے ہوئے کہ زمین سے لگنے کے قریب ہو گئے، تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں اوپر کیں اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں یہ آیت فلاں سورت کی فلاں جگہ پر رکھ لوں۔ ان اللہ یا مر بالعدل و الاحسان... ۶۴

حضرت ابن عباسؓ سے بحوالہ ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ قرآن کریم کی سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ تھی۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم۔ ۶۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم سورۃ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! انہوں نے فرمایا کہ یہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ہے۔[٦٦]

قرآن مجید وہ محفوظ اور مقدس کتاب ہے جو اپنے ترتیب مضامین کے اعتبار سے عام انسانی تصانیف سے بالکل مختلف ہے اس پاک کلام میں نہ تو عنوانات کا ذکر کیا گیا ہے نہ کسی قسم کی فصول بنائی گئیں ہیں اور نہ ہی کوئی ابواب بندی کی گئی ہے۔

قرآن مجید کی آیات کی ایک ترتیب وہ ہے جس کے مطابق اس کا نزول ہوا۔ اس کو ترتیب نزولی کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی دوسری ترتیب سے مراد وہ ترتیب جس کے مطابق قرآن مجید مرتب ہوا اور جو آج ہمارے پاس کتابی شکل میں موجود ہے اس کو ترتیب توقیفی کہا جاتا ہے یعنی قرآن مجید کی وہ ترتیب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرار پائی۔

جب دعوت کے مراحل مکمل ہوئے اور جزیرۃ العرب میں اسلامی انقلاب آ گیا تو سورۃ النصر کے نزول کے ساتھ قرآن کا نزول بھی مکمل ہو گیا۔ تکمیل دعوت اور تکمیل نزول قرآن کے بعد قرآن کو نزولی ترتیب کے مطابق مرتب کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا۔ اور مختلف موضوعات پر مختلف اوقات اور مختلف حالات میں دیئے گئے خطبوں کو نزولی ترتیب کے مطابق مرتب نہیں کیا گیا بلکہ ایک دوسری ترتیب کے ساتھ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق مرتب کیا گیا ہے۔ جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ کاتبان وحی کو بلا کر ہدایت فرماتے کہ یہ سورت فلاں سورت کے بعد اور فلاں سورت سے قبل لکھ دی جائے۔ اسی طرح جب آیات نازل ہوتیں تو آپ لکھنے والوں کو فرما دیتے کہ ان کو فلان سورت کے فلاں مقام پر لکھ دیا جائے۔ اس طرح قرآن کا نزول جس روز مکمل ہوا اس کی ترتیب تلاوت بھی اسی روز مکمل ہو گئی اور اسی ترتیب نبوی کے مطابق مصحف عثمانی تیار ہوا جو آج امت مسلمہ کے ہاتھوں میں ہے۔ چونکہ نزولی ترتیب کے اعتبار سے قرآن کو مرتب کرنا پیش نظر نہیں تھا اس لئے نزولی ترتیب کو محفوظ کرنے کا اہتمام نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور نہ آپ کے اصحاب اور حفاظ قرآن نے اس ترتیب کو یاد رکھنے کا التزام کیا تھا کیونکہ ترتیب نزول کے مطابق نہ تو قرآن یاد کیا جاتا تھا اور نہ نماز میں اس کی قراءت کی جاتی تھی بلکہ قرآن کی تلاوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق کی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نزولی ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحیح الاسناد حدیث میں بھی ثابت نہیں ہے اور توارث امت کے ذریعے بھی یہ ترتیب ہم تک نہیں پہنچی اور یہ ترتیب معلوم کرنا شرعاً لازم بھی نہیں ہے۔ بعض مستشرقین نے قرآن کو نزولی ترتیب کے مطابق مرتب کرنے کی جو کوشش کی ہے اس سے ان کا مقصد

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قرآن کی حقانیت وصداقت کو مشکوک بنانا ہے۔۶۷

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان میں آیات کی ترتیب توقیفی سے متعلق ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

الاجماع والنصوص المترادفة على ان ترتيب الآيات توقيفى، لا شبهة فى ذلك ۶۸

اگر چہ اس معاملہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے یا پھر صحابہؓ کے اجتہاد پر مبنی ہے لیکن جمہور علماء نے دوسری بات کو ترجیح دی ہے" ۶۹

سورتوں کی ترتیب اور آیات کا ان کی جگہ پر رکھنا صرف وحی کے ذریعے عمل میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ رکھو اور اس ترتیب کا یقین آپؐ کی تلاوت کی نسبت متواتر نقل سے حاصل ہوا ہے اور اس بات سے بھی کہ صحابہ کا اسے مصحف میں اسی طرح رکھنے پر اجماع ہے۔۷۰

وہ روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ مجھ پر قرآن کا ایک حزب طاری ہو گیا (یعنی قرآن مجید کی ایک منزل پڑھنا ایک معمول بن گیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سننے کے بعد حضرت حذیفہؓ نے اس بات کا پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ اس وقت تک گھر سے نہیں نکلیں گے جب تک اس حزب کو پورا حفظ نہ کرلیں گے۔ چنانچہ حزب کے متعلق انہوں نے صحابہ کرامؓ سے قرآن مجید کے حزبوں یا منزلوں کے متعلق پوچھا کہ وہ قرآن کو منزلوں اور حزبوں میں کس طرح تقسیم کرتے ہیں تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ وہ قرآن مجید کی منزلیں تین، پانچ، سات، نو، گیارہ اور تیرہ سورتوں کی کیا کرتے ہیں اور آخری منزل مفصل سورۃ ق سے آخر قرآن تک کرتے ہیں"۔ اس روایت کے بارے علامہ سیوطی نے ابن حجر کا قول نقل کیا ہے۔

هذا يدل على ان ترتيب السور على ما هو فى المصحف الان كان على عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ۷۱

ترتیب قرآن سے متعلق روایات میں درج کی گئی روایت (۱۶۹۸۲) کی روشنی میں علوم القرآن کے ماہرین نے قرآن کے چاروں حصوں کی وضاحت کی ہے ۷۲

السبع:

یہ وہ سات طویل سورتیں ہیں جن میں سورۃ بقرہ پہلی اور سورۃ براءۃ آخری ہے کیونکہ سورۃ الانفال اور سورۃ براءۃ کو ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

المئون:

سبع طوال کے بعد آنے والی سورتوں کو المئون اس لیے کہتے ہیں کیونکہ ان میں ہر سورت کی تعداد سو سے زیادہ یا اس کے قریب قریب ہے۔

المثانی:

المثانی کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ المئون کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں اس لیے یہ مثانی ہیں یا مثانی وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم ہے اور یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ سبع طوال اور المئون کی نسبت زیادہ دہرائی جاتی ہیں مثانی نام رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ان میں عبر و خبر پر مشتمل امثال کو دہرایا گیا ہے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں قصص کو دہرایا گیا ہے اور کبھی اس کا اطلاق سارے قرآن اور سورۃ فاتحہ پر کیا جاتا ہے۔

المفصل:

المثانی کے بعد یہ چھوٹی سورتیں ہیں مفصل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ بار بار مفصل کا واقع ہونا ہے ان سورتوں کا خاتمہ سورۃ الناس پر ہوتا ہے۔ مفصل کی پہلی سورۃ کون سی ہے اس میں اختلاف ہے اس ضمن میں کئی اقوال نقل کئے گئے ہیں جن میں سے ایک سورۃ ق کے بارے آیا ہے۔

ترتیب قرآن سے متعلق روایات کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ کتب حدیث میں ایسی روایات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کاتب وحی صحابہ کو قرآن مجید لکھواتے اور ان کو آیات کی ترتیب سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ صحابہ ؓ کسی سورت کی آیات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب کے خلاف تلاوت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی متعدد سورتیں نماز کے دوران یا خطبہ جمعہ میں ترتیب آیات کے ساتھ صحابہ کرام کی موجودگی میں تلاوت کیں یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔ ۳ے

حضرت عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حارث بن خزمہ ؓ سیدنا فاروق اعظم ؓ کے پاس سورۃ براۃ کی آخری دو آیتیں لے کر آئے، حضرت عمر ؓ نے فرمایا اس پر آپ کے ساتھ کون گواہ ہے؟ انہوں نے فرمایا بخدا! مجھے تو اس کا تو پتہ نہیں، البتہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آیات کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے پھر فرمایا اگر یہ تین آیتیں ہوتیں تو میں انہیں علیحدہ سورت کے طور پر شمار کر لیتا، اب قرآن کی کسی سورت کو دیکھ کر اس میں یہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

آیتیں رکھ دو، چنانچہ میں نے انہیں سورۃ براۃ کے آخر میں رکھ دیا۔۴ے اس روایت کے بارے میں ابن حجر کا قول ہے کہ۔

ظاهر هذا أنهم كانو ايؤلفون آيات السور باجتهاد هم، وسائر الأخبار تدل على أنهم لم يفعلوا شيءً من ذلك الابتوقيف. ۵ے

اس روایت کا ظاہری انداز تو یہ بتاتا ہے کہ صحابہ سورتوں کی آیتوں کو اپنے اجتہاد سے ترتیب دیا کرتے تھے مگر اور تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان لوگوں نے ترتیب آیات توقیف کے سوا کسی اور صورت پر نہیں کی۔

علامہ زرکشی نے قول نقل کیا ہے کہ قرآن کی تالیف اسی انداز پر کی گئی ہے جس انداز پر صحابہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتے تھے۔

انما ألف القرآن على ماكانو ايسمعون من النبى صلى الله عليه وسلم . ۶ے

صحابہؓ نے اسی قرآن کو بین الدفتین جمع کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا اور صحابہ نے اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ پھر ان کے قرآن کو جمع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حفاظ قرآن کی موت سے اس کے کسی حصہ کے ضائع ہو جانے سے ڈرتے تھے اس واسطے انہوں نے جس طرح قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسی انداز پر بلا کسی تقدیم و تاخیر کے اس کو لکھ لیا۔ یہاں تک کہ اس کی ترتیب میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کی ہوئی ترتیب کے علاوہ اپنی رائے کو ہرگز داخل نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو قرآن کے نازل شدہ حصوں کی تلقین اسی ترتیب پر کی جس پر جبرئیلؑ نے واقف کیا تھا جو ہر آیت کے نزول کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورۃ کی فلاں آیت کے بعد لکھی جائے گی۔ ۷ے

اس بیان سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ صحابہؓ نے صرف قرآن کو جمع کرنے کی کوشش کی تھی نہ کہ اسے ترتیب دینے کی۔ اس واسطے کہ بلاشبہ قرآن اسی ترتیب کے ساتھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان دنیا پر نازل فرمایا پھر اسے بوقت ضرورت تفریق کے ساتھ نازل فرماتا رہا۔ چنانچہ یہی باعث ہے تلاوت کی ترتیب نزول کی ترتیب کے علاوہ ہے۔ ۸ے

حضرت زیدؓ کی حدیث سے جو ثابت ہے کہ مختلف اشیاء کے ٹکڑوں سے قرآن جمع کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قرآنی آیات و سورت کو مرتب کیا جاتا تھا۔ اس میں شبہ کی کوئی مجال نہیں کہ ہر سورت کی ترتیب ان میں آیات کی ترتیب اور ان سے پہلے بسم اللہ کی تحریر ایک توقیفی امر ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پر کیا گیا ہے اور اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔۷۹؎

اللہ نے آسمان دنیا پر پورے قرآن کو نازل کرنے کے بعد پھر اسے بیس سال سے بھی زیادہ مدت میں متفرق طور پر نازل فرمایا ۔ چنانچہ سورت کا نزول کسی نئی بات کے پیش آنے پر اور آیت کا نزول کسی دریافت کرنے والے کے جواب میں ہوتا تھا۔نزول قرآن کے وقت حضرت جبرائیلؑ اس آیت یا سورۃ کے مقام ومحل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آگاہ فرما دیتے تھے۔اس لیے سورتوں کا اتساق اور ترتیب بھی آیات اور حروف کے اتساق وترتیب کی طرح سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے،لہٰذا جو شخص کسی سورت کو مقدم یا مؤخر کرے گا وہ گویا نظم قرآن میں خلل ڈالے گا۔۸۰؎

ڈاکٹر صبحی صالح ترتیب سور کے متعلق لکھتے ہیں:

جہاں تک سورتوں کی ترتیب کا تعلق ہے وہ بھی توقیفی (بحکم خداوندی اور اس کے آگاہ کرنے پر موقوف و مبنی) ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ ترتیب معلوم تھی اس کے خلاف کوئی دلیل ہمارے علم میں نہیں۔ ہم اس رائے کو تسلیم نہیں کرتے کہ سورتوں کی ترتیب صحابہ کے اجتہاد پر مبنی ہے۔ہم اس بات کو بھی صحیح تصور نہیں کرتے کہ بعض سورتوں کو ترتیب اجتہادی اور بعض کی توقیفی ہے۔ ۸۱؎

ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی سورتیں اپنی ترتیب کے لحاظ سے توقیفی ہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ترتیب دیا تھا۔

سبعہ احرف:

سبعہ احرف علوم القرآن کا نہایت اہم اور دقیق موضوع ہے۔علمائے متقدمین ومتاخرین نے اس پر محققانہ بحث کی ہے۔اور اس بارے پیدا ہونے والے سوالات واشکالات کا حل پیش کیا ہے۔مسند احمد میں سات حروف پر نزول قرآن سے متعلق جو روایات منقول ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے دور نبوت میں ہشام بن حکیم بن حزامؓ کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں سورۃ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا،انہوں نے اس میں ایسے حروف کی تلاوت کی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے،میرا دل چاہا کہ میں ان سے نماز ہی میں پوچھ لوں، بہر حال فراغت کے بعد میں نے انہیں چادر گھسیٹ کر پوچھا کہ تمہیں فرقان اس طرح کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں بخدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورت پڑھائی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے سورۃ فرقان خود پڑھائی ہے، میں نے اسے سورہ فرقان کو ایسے حروف میں پڑھتے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوئے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو، پھر ہشام سے اس کی تلاوت کرنے کو فرمایا، انہوں نے اس طرح پڑھا جیسے وہ پہلے پڑھ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اس طرح نازل ہوئی ہے، پھر مجھ سے کہا اے عمر! تم بھی پڑھ کر سناؤ، چنانچہ میں نے بھی پڑھ کر سنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت اس طرح بھی نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا بے شک قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا تمہارے لئے اس میں سے جو آسان ہو اس کے مطابق تلاوت کر لیا کرو۔۸۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قرآن کریم سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے" یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اس لئے جو تمہیں سمجھ آجائے اس پر عمل کرو اور جو سمجھ نہ آئے اسے اس کے عالم کی طرف لوٹا دو۔۸۳؎

حضرت عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم سات حرفوں پر نازل ہوا ہے لہٰذا تم جس حرف کے مطابق پڑھو گے، صحیح پڑھو گے۔ اس لئے قرآن کریم میں مت جھگڑا کرو کیونکہ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔۸۴؎

حضرت سمرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔۸۵؎

حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیلؑ آئے، جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ قرآن کریم کو ایک حرف پر پڑھیئے، میکائیلؑ نے کہا کہ اس میں اضافے کی درخواست کیجئے پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ قرآن کو آپ سات حروف پر پڑھ سکتے ہیں جن میں سے ہر ایک کافی شافی ہے بشرطیکہ آیت رحمت کو عذاب سے یا آیت عذاب کو رحمت سے نہ بدل دیں۔۸۶؎

حضرت ابن ابی لیلیٰؒ سے بحوالہ ابیؓ بن کعب مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو غفار کے ایک کنوئیں کے پاس گئے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا پروردگار آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن کریم ایک حرف پر پڑھایئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے درگزر اور بخشش کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ دوبارہ پیغام لے کر گئے اور دو حرفوں پر پڑھنے کی اجازت دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ بھی ایسا ہوا۔ چوتھی مرتبہ جبرئیل سات حروف پر پڑھنے کا پیغام لے کر آئے اور کہنے لگے کہ وہ ان میں سے جن حروف کے متعلق قراءت کریں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

گے صحیح کریں گے۔۸۷

حضرت ابن ابی لیلیٰؒ سے بحوالہ ابیّ بن کعبؓ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنواضاءہ کے کنویں کے پاس تھے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ایک حرف پر کریں اور آہستہ آہستہ بڑھاتے ہوئے سات کے عدد تک پہنچ گئے۔۸۸

حضرت ام ایوبؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کریم سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ تم جس حرف پر بھی اس کی تلاوت کرو گے وہ تمھاری طرف سے کفایت کر جائے گا۔۸۹

مسند احمد میں مذکورہ بالا روایات کے علاوہ اور بھی ایسی روایات ہیں جو قرآن مجید کے سات حروف پر نازل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔۹۰

مذکورہ بالا احادیث سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

۱۔ یہ حروف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہکذا انزلت ان حروف کے توقیفی ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے۔

۲۔ صحابہؓ کے درمیان قرآن کے معانی، تفسیر یا احکام میں اختلاف واقع نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید کے الفاظ اور ان کی طرزِ ادائیگی میں اختلاف تھا۔

۳۔ ان مرویات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبعہ احرف میں سبعہ سے مراد سات کا حقیقی عدد مراد ہے۔

۴۔ سات حروف پر قرآن مجید کا نزول امت کی آسانی اور سہولت کی غرض سے تھا۔

۵۔ صحابہ کرامؓ کا کتاب اللہ سے انتہائی مضبوط تعلق تھا وہ اس کی حفاظت کے بارے میں بہت محتاط تھے جب بھی انہیں اختلاف قراءات کا احساس ہوا تو انہوں نے فوری طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مختلف حروف پر قرآن پڑھایا لہٰذا کبھی کسی ایک کی قراءت کو دوسرے صحابی کی قراءت پر ترجیح نہیں دی۔ بلکہ صحابہؓ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قراءات کا اختلاف لے کر حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی تحسین فرمائی۔

یہ بات تو یقینی اور ثابت شدہ ہے کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا لیکن احادیث میں سبعہ احرف سے کیا مراد ہے اس بات میں علماء کے درمیان اختلاف ہے جس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ کسی نص سے سبعہ احرف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے معانی متعین نہیں ہوتے علامہ زرکشیؒ نے ابن عربیؒ کا قول نقل کیا ہے:

لم یأت فی معنی ھذا السبع نص ولا اثر واختلف الناس فی تعینھا ۹۱

اس بارے کوئی واضح نص نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اپنے اپنے علم اور تحقیق کی بنیاد پر سبعہ احرف کے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور ابن حبان نے اس بارے پینتیس اقوال نقل کیے۔'' ۹۲

جبکہ علامہ سیوطیؒ نے اس بارے چالیس اقوال نقل کیے ہیں۔ ۹۳ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کم ہی ایسے اقوال ہیں جو اعتماد کے قابل ہیں اور جن کو علماء نے قابل ذکر سمجھا جیسے ابن جوزی نے ابن حبان کے ذکر کردہ ۳۵ اقوال میں سے ۱۴ اقوال کی تفصیل دی ہے اور باقی اقوال کے متعلق یہ صراحت کی ہے کہ ''حدیث کی توجیہ میں ان پر اعتماد کرنا درست نہیں'' ۹۴ ابن جوزیؒ کی طرح علامہ زرکشی نے بھی چودہ اقوال ہی کی تفصیل دی ہے۔ ۹۵ جبکہ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں صرف پانچ اقوال کے ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کیا۔ ۹۶

سبعہ احرف سے مراد سات قراءات:

مفسر خازن (م ۷۴۱ھ/ ۱۳۴۰ء) ۹۷ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ علی بن محمد جو خازن کے نام سے معروف ہیں نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اسی قول کو صحیح کہا ہے لکھتے ہیں:

> ''یہ قول صحیح ہے اور حدیث سے موافقت رکھتا ہے کیونکہ یہ سات قرأتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی منقول ہیں اور صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو محفوظ کیا اور حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کی جماعت نے مصاحف میں ان کو ثبت کیا اور انہیں کو درست قرار دیا اور ان میں سے جو متواتر نہیں تھیں ان قرأتوں کو حذف کر دیا۔ ان حروف میں اگرچہ معانی اور الفاظ کا اختلاف تھا لیکن ان میں تضاد اور تناقص نہ تھا۔'' ۹۸

یہ قول جس میں سبعہ احرف سے سات قراءتیں مراد لی گئیں باطل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس سے زیادہ قراءتیں منقول ہیں لہٰذا اگر انہیں سات تک محدود کر دیا جائے تو باقی متواتر قراءتیں کہاں جائیں گی؟ یہ سات قراءتیں سبعہ احرف کا حصہ تو ہوسکتی ہیں لیکن یہ کہ سات حروف سے سات قراءتیں مراد ہے غلط ہے۔ جمہور علماء نے اس کی تردید کی ہے۔ ۹۹

متاخرین اور جدید محققین علوم القرآن میں سے کسی نے اس قول کی تائید نہیں کی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سبعہ احرف سے مراد سات لغات:

علماء کی اکثریت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ سبعہ احرف سے مراد عرب کی سات لغات ہیں۔اس موقف کے حامل علماء میں سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب، ابو عبید قاسم بن سلام، ابن جریر طبری اور امام طحاوی وغیرہ شامل ہیں۔[۱۰۰]

جہاں تک اس قول کا تعلق ہے اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قول کے حامل علماء میں لغات کے تعین میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔[۱۰۱]

انہوں نے سات لغات تک محدود کرنے کی کوشش کی ہے لیکن قرآن مجید میں لغات اس سے زیادہ ہیں علامہ سیوطیؒ نے واسطی سے نقل کیا ہے کہ قرآن میں چالیس لغات پائی جاتی ہیں۔[۱۰۲]

جبکہ ابن حسنون کی روایت سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب کتاب اللغات فی القرآن جس کی تحقیق صلاح الدین منجد نے کی ہے اس میں محقق نے کتاب شروع کرنے سے پہلے ایک جدول میں یہ وضاحت کی ہے کہ اس کتاب میں کون کون سے قبائل کے کتنے الفاظ موجود ہیں اس جدول کے مطابق ۲۹ قبائل کے ۳۲۷ الفاظ ہیں جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے قریش سے ۱۰۴، ہذیل کے ۴۵، کنانہ کے ۳۶، حمیر کے ۲۳، جرھم کے ۲۱، تمیم اور قیس عیلان دونوں کے تیرہ تیرہ اور عمان، ازشنوءۃ، خثعم کے چھ چھ اور طئ، مذحج، مدین، غسان کے پانچ پانچ اور بنو حنیفہ، حضر موت، اشعر کے چار چار، انمار کے تین، خزاعہ، بنو عامر، لخم، کندۃ، سبا، یمامۃ، مزینہ، ثقیف کے دو دو اور عمالقہ، سدوس اور سعد العشیرہ کا ایک ایک لفظ شامل ہے۔[۱۰۳]

کتاب میں ۲۹ قبائل کے تقریباً ۳۲۷ الفاظ دیے گئے ہیں جو قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔[۱۰۴]

دوسرا یہ کہ سبعہ احرف سے سات لغات مراد لی جائیں تو حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ہشام بن حکیمؓ کے درمیان اختلاف کیوں ہوا حالانکہ دونوں قریشی تھے، امام سیوطیؒ نے لکھا ہے:

"ردّ هذا القول بأن عمر بن خطاب و هشام بن حكيم كلاهما قرشي من لغة واحدة و قبيلة واحدة، وقد اختلف قراء تهما، ومحال أن ينكر عليه عمر لغته فدل على ان المراد بالاحرف السبعة غير اللغات"[۱۰۵]

سبعہ احرف سے مراد سات وجوہ قراءات:

سات لغات والے قول کے بعد دوسرا مشہور قول یہی ہے متقدمین میں سے امام مالک [۱۰۶] ابن

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قتیبہ۱۰۷ ابوالفضل رازیؒ۱۰۸ قاضی ابن طیب باقلانی۱۰۹ اور امام ابن جزریؒ۱۱۰ کا یہی موقف ہے۔

س دور کے علوم القرآن کے ماہرین میں سے علامہ زرقانی۱۱۱ طاہر الجزائری۱۱۲ ڈاکٹر صبحی صالح۱۱۳ علامہ عدنان زوزو۱۱۴ اور علامہ صابونی۱۱۵ نے اسی قول کی تائید کی ہے۔

سبعہ احرف کے بارے میں جتنے اقوال پائے جاتے ہیں ان میں سے راجح قول ابوالفضل رازیؒ کا ہے۔علامہ زرقانی نے امام ابوالفضل رازی کے موقف کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا ہے یہاں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔۱۱۶

۱۔ اسماء کا اختلاف جس میں واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کا اختلاف ہو مثلاً ﴿والذین ھم لا ماناتھم وعھدھم راعون﴾۱۱۷ اسی طرح لامانتھم مفرد بھی پڑھا گیا ہے۔

۲۔ افعال کا اختلاف یعنی جس میں ماضی، مضارع اور امر کا اختلاف پایا جاتا ہو مثلاً ﴿فقالوا ربنا باعدبین اسفارنا﴾۱۱۸ یہ اس طرح بھی پڑھا گیا ہے۔اور ربنا بَعِّدْ بھی پڑھا گیا ہے۔

۳۔ وجوہ اعراب کا اختلاف: مثلاً ﴿ذوالعرش المجید﴾۱۱۹ اسی طرح لفظ مجید جر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ذوالعرش المجیدِ۔

۴۔ کمی زیادتی کا اختلاف مثلاً یہ آیت ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾۱۲۰ ما خلق کے بغیر والذکر والانثی بھی پڑھا گیا ہے۔

۵۔ تقدیم و تاخیر کا اختلاف جیسے یہ آیت ﴿وجاءت سکرۃ الموت بالحق﴾۱۲۱ اس طرح بھی پڑھی گئی وجاءت سکرۃ الحق بالموت.

۶۔ ابدال کا اختلاف: مثلاً آیت میں لفظ ﴿ننشزھا﴾۱۲۲ ننشرھا بھی پڑھا گیا۔

۷۔ لہجوں کا اختلاف: جیسے فتح و امالہ، ترقیق و تفخیم، اظہار و ادغام وغیرہ مثلاً آیت ﴿ھل اتاک حدیث موسیٰ﴾۱۲۳ میں موسیٰ فتح اور امالہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

اس قول کے راجح ہونے کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سبعہ احرف پر نزول قرآن والی احادیث سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ اس مذہب کا اعتماد استقراء تام پر ہے لہٰذا قراءات کے سارے اختلافات سبعہ احرف پر پورے اُترتے ہیں۔

۳۔ اس موقف کو تسلیم کرنے سے کوئی بھی قابل احتراز چیز لازم نہیں آتی۔۱۲۴

۴۔ اس قول کو اختیار کرنے سے یہ نہیں ماننا پڑتا کہ سات حروف میں سے کوئی حرف متروک یا منسوخ ہو گیا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ماہرین علوم القرآن سے کئی تعریفات منقول ہیں علامہ زرقانی نے علوم القرآن کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

مباحث متعلق بالقرآن ا لکریم من ناحیة نزوله ، و ترتیبه، و جمعه و کتابته و قراء ته و تفسیره، و اعجازه، و ناسخه و منسوخه، و دفع الشبه عنه، و نحوذلك(الزرقانی، مناهل العرفان فی علوم القرآن، بیروت، داراحیاء التراث العربی ،۱۹۹۸،۵/۱)

۲۔ احادیث کے اس ضخیم مجموعہ ''المسند'' کے مؤلف امام احمد بن حنبل ہیں جو دوسری صدی ہجری کے نامور اور بلند پایہ محدث تھے۔۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ آپکے دیگر بہت سے نمایاں کارناموں میں سے ایک المسند کی تالیف ہے۔ یہ مسند سات سو صحابہ کی مرویات پر مشتمل ہے۔ آپ نے طالب علمی کے زمانہ سے ہی احادیث کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ متن وسند کی مقبولیت کے لئے کڑی شرائط رکھیں۔ اس میں مرفوع کے علاوہ مقطوع احادیث اور آثار صحابہ بھی شامل ہیں آپ اپنی زندگی میں مسند کو مرتب نہ کر سکے البتہ اپنے بیٹے کو اس کا بیشتر حصہ سنا دیا تھا جنہوں نے موجودہ ترتیب میں اس کو جمع کر دیا اور اس میں کئی اور روایات بھی شامل کیں۔(ابن عساکر،تاریخ دمشق،دمشق،دارالفکر، ۳۱/۲؛ابن کثیر؛البدایه والنهایة ،لاهور،مکتبه قدوسیة ،۳۲۵/۱۰؛خطیب بغدادی،تاریخ بغداد،مدینه منورة،المکتبة السلفیه، ۴۱۲/۴؛ذهبی،سیر اعلام النبلاء، بیروت،موسسة الرسالة، ۱۱/ ۱۸۱۔۳۲۹ ؛سبکی،طبقات الشافعیه الکبری،داراحیاء الکتب العربیة، ۳۱/۲؛عبدالعزیز دهلوی،بستان المحدثین، کراچی،پاکستان چوك، ص۲۶)

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، تحقیق شعیب الارناووط،بیروت،موسسةالرسالة ،۱۹۹۹، ۱۹۱/۲۸، حدیث ۱۶۹۸۴

۴۔ البروج ۲۲:۸۵ ۵۔ البقرۃ ۱۸۵:۲ ۶۔ بنی اسرائیل ۱۰۶:۱۷

۷۔ نسفی مدارك التنزیل و حقائق التاویل، دمشق، دارالکلم الطیب، ۲۰۱۱،۳/ ۶۲۶

۸۔ ابن جوزی، زادالمسیر فی علم التفسیر ، بیروت، دارالکتب العربی ۲۰۰۱،۲/ ۴۲۷

۹۔ بیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل ، قاهره ، المکتبة التوفیقیة،۲/ ۶۷۴

۱۰۔ راغب اصفهانی، مفردات فی غریب القرآن ، بیروت، دارا حیاء الثرات العربی ۲۰۰۲،ص ۵۱۰

۱۱۔ سیوطی،الاتقان فی علوم القرآنبیروت،دارالکتب العلمیة،۱/ ۱۵۶

۱۲۔ ابو عبید، فضائل القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیه،۱۴۱۱ھ،ص ۲۲۲

۱۳۔ العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، لاهور، دارالنشر الکتب السلامیه،۱۴۰۱ھ،۹/ ۴

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۴ ابو شامه، المرشد الوجیزالی علوم تتعلق بالکتاب العزیز،انقره،دار وقف الدیانة،ص ۲۶

۱۵ الشعراء،۲۶:۱۹۴-۱۹۲

۱۶ بنی اسرائیل،۱۷:۱۰۶

۱۷ مناهل عرفان، ۳۹/۱

۱۸ الاتقان،۱/۱۶۰ ؛ساعاتی، احمد عبدالرحمٰن، الفتح الربانی مع مختصر شرحه بلو غ الامانی من اسرار الفتح الربانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی ،۱۸/۴۶ ؛ العثمان، حمد بن ابراهیم، الجامع فی علوم القرآن، الکویت، مکتبه اهل الاثر،۲۰۱۱ھ،۱/۱۶۷

۱۹ المرشد الوجیز،۱۹۸۶،ص ۱۳

۲۰ المسند ۳/۳۹۳،حدیث ۱۹۱۰

۲۱ ایضاً،۵/۲۶۸،حدیث ۳۱۹۱

۲۲ ایضاً،۳/۴۸۱،حدیث ۲۰۴۲

۲۳ ایضاً،۱/۴۵۹،حدیث ۳۹۹

۲۴ ایضاً،۳۰/۴۳۸،حدیث ۱۸۴۸۵

۲۵ ایضاً،۳۵/۴۸۴،حدیث ۲۱۶۰۸

۲۶ ایضاً،۳۵/۵۱۸،حدیث ۲۱۶۶۴

۲۷ ایضاً،۲۱/۱۱۴،حدیث ۱۳۴۴۱

۲۸ ایضاً،۳/۳۹۱،حدیث ۱۹۰۹

۲۹ ایضاً،۱/۲۳،حدیث ۷۶

۳۰ ایضاً،۳/۲۴۰،حدیث ۱۷۱۵

۳۱ ایضاً،۷/۴۳،حدیث ۳۹۲۹

۳۱ ایضاً،۷/۴۳،حدیث ۳۹۲۹

۳۲ ایضاً،۳۵/۵۱۰،حدیث ۱۲۶۵۲

۳۳ صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن، بیروت: دارالعلم للملایین،۱۳۶۳ھ،ص:۱۰۴

۳۴ الشعراء۲۶:۱۹۴-۱۹۳

۳۵ قیامة،۷۵:۱۸-۱۶۔

۳۶ عثمانی، شبیر احمد، موضح فرقان (تفسیر عثمانی)، کراچی: مکتبه البشری،۲۰۰۹ء،۱/۷۶۸

۳۷ تفصیل کے لیے دیکھئے المسند،۳/۴۸۱،حدیث ۲۰۴۲

۳۸ المسند،۲۱/۱۱۴،حدیث ۱۳۴۴۱

۳۹ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن،۱:۵۷

۴۰ ابو شامه، المرشد الو جیز،۱/۳۰۶؛ زرکشی، البرهان فی علوم القرآن، ۱/۳۰۶۔

۴۱ عنکبوت،۲۹:۴۹

۴۲ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن،۱/۱۵۳

۴۳ فتح الباری،۱/۳۹۷۔

۴۴ ابن کثیر، البدایة والنهایة ،لاهور،المکتبة القدوسیة،۱۹۸۴،۵/۳۳۹۔۳۵۵

۴۵ گوهر رحمان ، علوم القرآن،مردان،مکتبه تفهیم القرآن،۱/ ۲۹۲

۴۶ تفصیل کے لیے دیکھئے المسند:۴۵۹،حدیث ۳۹۹۔

۴۷ زرکشی، برهان فی علوم القرآن،۱/۲۴۲

۴۸ صابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن،پشاور،المکتبة الحقانیة،ص ۵۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۴۹۔ گوھر رحمان علوم القرآن،۱/۲۹۴
۵۰۔ ابو شامه، المرشد الو جیز،ص ۶۲؛سیوطی،الاتقان ، ۱/ ۱۰۳
۵۱۔ الاتقان، ۱ / ۱۰۳
۵۲۔ المرشد الو جیز، ص ۵۴؛سیوطی ، الاتقان ،۱/ ۱۵۴؛ فتح الباری،۱۰/ ۳۸۶
۵۳۔ گوھر رحمان، علوم القرآن۱/۲۹۷
۵۴۔ ایضا، علوم القرآن،۱/۳۰۰،۳۰۱ ۵۵۔ الاتقان ،۱/۱۵۸-۱۵۹
۵۶۔ صابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن،ص۵۷
۵۷۔ عسقلانی، فتح الباری،۱۰/ ۳۹۵
۵۸۔ طبری، ابو جعفر بن جریر، جامع البیان عن تاویل ای القرآن، بیروت: دارالفکر، ۱۹۹۵ء،۱/۲۱
۵۹۔ مناھل العرفان،ص۱۸۸ ۶۰۔ المسند،۱/۴۵۹،حدیث۳۹۹
۶۱۔ ایضاً،۲۲/۱۹۲،حدیث۱۴۲۸۷ ۶۲۔ ایضاً،۳۱/ ۳۶۲،حدیث۱۶۱۶۶
۶۳۔ ایضا،۲۸/۱۸۸،حدیث۱۶۹۲ ۶۴۔ ایضا،۲۹/۴۴۱،حدیث۱۷۹۱۸
۶۵۔ ایضا،۳۵/ ۴۲،حدیث۲۱۱۱۳ ۶۶۔ ایضا،۴۲/ ۳۵۲،حدیث۲۵۵۴۷
۶۷۔ گوھر رحمان، علوم القرآن،۱/ ۱۸۴ ۶۸۔ الاتقان ،۱/۱۵۹
۶۹۔ ایضا،۱/۲۲۰ ۷۰۔ ایضا
۷۱۔ ایضا ۷۲۔ زرکشی ، البرهان فی علوم القرآن،۱/۳۰۹۔۳۰۷
۷۳۔ الاتقان ،۱/ ۱۶۱ ۷۴۔ المسند،۳/۲۴۰،حدیث۱۷۱۵
۷۵۔ الاتقان ،۱/ ۱۶۳ ۷۶۔ المرشد الو جیز،ص۴۷۔۴۶
۷۷۔ الاتقان ، ۱/ ۱۶۳ ۷۸۔ ایضا
۷۹۔ صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن،ص۱۱۱۔۱۱۰
۸۰۔ الاتقان،۱/۲۲۱ ۸۱۔ صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن،ص۱۱۲
۸۲۔ المسند،۱/۳۹۱،حدیث۲۹۶ ۸۳۔ ایضا،۱۳/۳۲۹،حدیث۱۹۸۹
۸۴۔ ایضا،۲۹/ ۳۵۳،حدیث۱۷۸۱۹ ۸۵۔ ایضا،۳۳/ ۳۵۰،حدیث۲۰۷۱۹
۸۶۔ ایضا،۳۴/ ۷۰،حدیث۲۰۴۲۵ ۸۷۔ ایضا،۳۵/ ۱۰۳،حدیث۲۱۱۷۲
۸۸۔ ایضا،۳۵/ ۱۰۸،حدیث۲۱۱۷۵ ۸۹۔ ایضا،۴۵/ ۴۳۱،حدیث۲۷۴۴۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۹۰　ایضا،۲۹/۸۵،حدیث۱۷۵۴۲ ؛ایضاً،۲۹/۳۵۳،حدیث ۱۷۸۱۹ ؛ایضاً،۳۴/۱۴۷، حدیث۲۰۵۱۴ ؛ایضاً،۳۵/۱۱۱،حدیث۲۱۱۷۹

۹۱　الزرکشی، البرہان،۱/۲۷۰　　۹۲　فنون الافنان،ص۲۰۰

۹۳　الاتقان۱/۱۷۲　　۹۴　فنون الافنان،ص۲۰۰

۹۵　البرہان ۱/۲۸۵　　۹۶　الجامع لاحکام القرآن،،۱/۴۲

۹۷　ابن العماد حنبلی، شذرات الذھب، القاہرہ، مکتبہ القدسی،۱۳۵۰ھ،۶/۱۳۱

۹۸　خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل، پشاور، دارالکتب العربیہ،۱/۹

۹۹　الجامع لاحکام القرآن ،۱/۵۲؛المرشد الوجیز ص ۱۴۶؛ ابن جزری ،النشرفی قراء ات العشر،بیروت،دارالکتب العلمیة،۱/۳۳؛مناھل العرفان،۱/۱۲۷

۱۰۰　الجامع لاحکام القرآن،۱/۴۲؛الاتقان ۱/۱۷۷

۱۰۱　فضائل القرآن،ص۲۰۴؛البرہان ص ۲۷۸؛النشر۱/۲۴

۱۰۲　الاتقان۱/۴۲۳　　۱۰۳　ایضاً

۱۰۴　الاتقان۱/۱۷۹　　۱۰۵　مناھل العرفان۱/۱۲۸تا۱۳۲

۱۰۶　النیشاپوری، تفسیر غرائب القرآن ور غائب الفرقان ، بیروت، دارالکتب العلمیہ ، ۱۹۹۶ء، ۱/۲۴

۱۰۷　تاویل مشکل القرآن،ص۳۶　　۱۰۸　النشر۱/۲۷

۱۰۹　الجامع لاحکام القرآن،۱/۴۵　　۱۱۰　النشر۱/۲۶

۱۱۱　مناھل العرفان ،۱/۱۱۴

۱۱۲　الجزائری، التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن، مکتبة المطبوعات الاسلامیہ،ص۸۹

۱۱۳　مباحث فی علوم القرآن،ص۱۰۸

۱۱۴　عدنان زر زور، علوم القرآن، المکتب الاسلامی،ص۱۱۴

۱۱۵　التبیان فی علوم القرآن،ص۲۱۷　　۱۱۶　مناھل العرفان۱/۱۱۵،۱۱۶

۱۱۷　المؤمنون ۸:۲۳　　۱۱۸　سبا ۱۹:۳۴　　۱۱۹　البروج ۱۵:۸۵

۱۲۰　اللیل ۳:۹۲　　۱۲۱　ق ۱۹:۵۰　　۱۲۲　البقرة ۲۵۹:۲

۱۲۳　النازعات ۱۵:۷۹　　۱۲۴　ماخوذ مناھل العرفان۱/۱۱۶،۱۱۷

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.